۸۲۰۷
۳۵/۳/۱۲

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲/۱۶۲۴

محترم ومکرم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم

بعد از سلام عرض ہے کہ میرا کاغذ کا کاروبار ہے جو میں باہر سے منگواتا ہوں اور پاکستان میں فروخت کرتا ہوں اور اس مال کے منگوانے پر جو ٹیکس وغیرہ گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہیں وہ مکمل طور پر ادا کرتا ہوں بلکہ عام لوگوں کی نسبت پانچ فیصد زیادہ ادا کرتا ہوں۔ اب جو شخص ہم سے مال خرید کر گورنمنٹ کے ساتھ کوئی کام کرے گا تو گورنمنٹ اس شخص سے سیل ٹیکس نہیں کاٹتی ہے لیکن گورنمنٹ کی شرط یہ ہوتی ہے کہ وہ اس بات کا ثبوت پیش کرے کہ اس نے مال ہم سے خریدا ہے اور چونکہ ہم نے گورنمنٹ کو مال باہر سے منگوانے پر سیل ٹیکس ادا کر دیا تھا اس لئے ہماری طرف سے ثبوت فراہم کرنے پر گورنمنٹ اس سے سیل ٹیکس نہیں کاٹتی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں قابل غور پہلو یہ ہے کہ جب کوئی شخص ہم سے مال خریدنے آتا ہے تو عام طور پر اس شخص کو سیل ٹیکس انوائس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اس لئے اس وقت عام معاملے کی طرح خرید وفروخت ہو جاتی ہے۔ بعد میں جب اسے ضرورت پیش آتی ہے تو پھر وہ ہمارے پاس آتا ہے اور سیل ٹیکس انوائس کا مطالبہ کرتا ہے۔ اب ہم اسے سولہ فیصد والی سیل ٹیکس انوائس پانچ چھ فیصد پر فروخت کر دیتے ہیں جو وہ حکومت کو دکھا دیتا ہے اور حکومت اس سے سیل ٹیکس نہیں کاٹتی ہے۔

اس ضمن میں یہ بات واضح رہے کہ سیل ٹیکس انوائس کی ضرورت کسی بھی کاغذ کا کاروبار کرنے والے کو پیش آسکتی ہے خواہ اس نے مال ہم سے خریدا ہو یا نہ خریدا ہو۔ اسی طرح ہمارے خریدار کو بھی اپنے خرید کردہ مال کی مقدار سے کم کی یا زیادہ کی انوائس کی ضرورت پیش آسکتی ہے گویا کہ سیل ٹیکس انوائس کا معاملہ اصل خرید وفروخت کے معاملے سے بالکل جدا ہوتا ہے۔ البتہ یہ بات پیش نظر رہے کہ سیل ٹیکس انوائس کا ضرورت مند کبھی بھی سولہ فیصد ٹیکس والی مکمل رقم نہیں دیتا بلکہ زیادہ سے زیادہ پانچ چھ فیصد تک ہی معاملہ ہوتا ہے اس سے زیادہ دینے کے لئے عام طور پر کوئی تیار نہیں ہوتا چونکہ اس وقت مارکیٹ میں امپورٹ کرنے والے لوگ مختلف اقسام کے ہیں اُن میں سے ہم کمرشل امپورٹر میں آتے ہیں اور کمرشل امپورٹر کو دوسروں کے مقابلے میں 5% زیادہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ Taxes کے تمام معاملات کو سنبھالنے اور دیکھنے کے لیے حکومت کے قانون کے مطابق وکیل کی خدمات حاصل کرنا ضروری ہیں اس کے لیے الگ سے ادائیگی کرنی پڑتی ہے

✓ اب چونکہ پوری کاغذ کی مارکیٹ میں یہی رواج ہے کہ ادا کردہ سولہ فیصد ٹیکس کی الگ سے انوائس جاری کر کے چار پانچ فیصد کی وصولی ہو جاتی ہے اس لئے کاغذ کی فروخت کے وقت اس کا ریٹ کم ہوتا ہے اب اگر یہ انوائس الگ سے جاری کر کے رقم کی وصولی

(جاری ہے)

0118

Scanned by CamScanner

نہ کی جائے تو پھر ہمیں خاصا نقصان ہوتا ہے اور اگر اس رقم کو اصل قیمت میں ہی شامل کر لیا جائے تو پھر قیمت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہم سے کوئی خریدنے کے لئے تیار نہیں ہوگا کیونکہ ہول سیل مارکیٹ میں نفع کی مقدار معمولی ہوتی ہے چار پانچ فیصد کے فرق کی وجہ سے کوئی بھی گاہک ہماری طرف نہیں آئے گا کیونکہ مارکیٹ میں ان لوگوں کا ریٹ یقیناً کم ہوگا جو انوائس الگ بیچتے ہیں اور اس سے کچھ نہ کچھ ان کو وصولی ہو جاتی ہے گویا کہ کاغذ کا ریٹ کرتے وقت انوائس پر ممکنہ حد تک مل جانے والی رقم بھی پیش نظر ہوتی ہے اس لئے سیل ٹیکس انوائس پر الگ سے ملنے والی رقم اصل قیمت میں شامل کرنا ممکن نہیں رہتا کیونکہ ہر خریدار کو اس انوائس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی ہے اور اگر اس متوقع نفع کو بالکل پیش نظر رکھے بغیر کام کیا جائے تو پھر کام کرنا ممکن نہیں رہتا۔ دوسری طرف حکومت کو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے کیونکہ حکومت تو وہ ٹیکس ہم سے وصول کر چکی ہے اور اس نے اجازت دی ہے کہ جو شخص ہم سے مال خریدے گا تو گورنمنٹ اس سے ٹیکس نہیں کاٹے گی۔ اس طرح ہم بالواسطہ اپنے ادا کردہ ٹیکس میں سے کچھ رقم وصول کر لیتے ہیں جبکہ کاغذات میں یہ بات موجود ہوتی ہے کہ ہم نے اپنا ادا کردہ سولہ فیصد ٹیکس مکمل طور پر اپنے اس خریدار سے وصول کر لیا ہے جس نے ہم سے یہ انوائس بوقت ضرورت لی ہے اگرچہ یہ بات حقیقت کے مطابق نہیں ہوتی ہے کیونکہ اکثر تو وہ ہمارا خریدار نہیں ہوتا اس نے عام مارکیٹ سے مال خریدا ہوتا ہے اور بعض اوقات خریدار تو ہمارا ہوتا ہے لیکن مال کی مطلوبہ مقدار اس نے ہم سے نہیں خریدی ہوتی بلکہ اس میں کمی بیشی ایک معمول ہے پھر سولہ فیصد کی وصولی کا ثبوت بھی حقیقی نہیں ہوتا کیونکہ وہ سولہ فیصد کی بجائے صرف چار یا پانچ فیصد دینے پر راضی ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۱۔ مذکورہ مکمل تفصیل کی روشنی میں ہمارا سیل ٹیکس انوائس کو الگ سے پانچ چھ فیصد پر بیچنا اور بالواسطہ حکومت کو ادا کردہ ٹیکس میں سے کچھ کی وصولی کر لینا شرعی اعتبار سے جائز ہے یا کہ نہیں؟

سوال نمبر ۲۔ اگر جائز ہے تو پھر کیا یہ معاملہ ہر ضرورت مند سے کیا جا سکتا ہے یا صرف اسی شخص سے کرنا ضروری ہوگا جس نے مال ہم سے خریدا ہے اور اتنی ہی مقدار پر کرنا ہوگا جتنی مقدار پر اس نے مال ہم سے خریدا تھا؟

سوال نمبر ۳۔ اگر مذکورہ صورت میں سے کوئی بھی شکل جائز نہیں تو پھر اس کا متبادل حل ایسا تجویز کر دیں کہ جس سے مارکیٹ میں مذکورہ طریقے سے کام کرنے والے لوگوں کے ساتھ مقابلہ کی فضاء میں معقول نفع کے ساتھ کام کرنا ممکن ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم فرمادیں۔

دار الافتاء

(جاری ہے)

والسلام

افتخار احمد

موبائل نمبر 0300-8480268

Scanned by CamScanner

09/09/2024

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وضاحت

(۱)۔۔عموما لوگ دھوکہ کے ذریعہ انڈسٹری لائسنس یا مینوفیکچرنگ لائسنس شوکر کے مال منگوالیتے ہیں ان کو پانچ چھ فیصد کم ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے اور ہم پورا ٹیکس ادا کرتے ہیں۔اور قانون کے مطابق ہم کمرشل لائسنس پر مال منگواتے ہیں،اور پورا ٹیکس ادا کرتے ہیں۔

(۲)۔۔ہمیں قانونا ٹیکس کی وصولی کا حق ہے کیونکہ ہم نے ٹیکس ادا کیا ہوا ہے،حکومت کو اس سے سروکار نہیں کہ ہم کس سے اور کتنا وصول کر رہے ہیں۔

(۳)۔۔جن لوگوں کو کاغذ کے لین دین میں حکومت سے واسطہ نہیں پڑتا یعنی انہیں حکومتی اداروں کو کاغذ نہیں دکھانا ہوتا تو انہیں انوائس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۴)۔۔انوائس ہم اس وقت بنا کر دے سکتے ہیں جب ہمارے پاس اس کے بقدر مال کا اسٹاک موجود ہو،اگر ہمارے پاس مال کا اسٹاک ختم ہو جائے تو ہم انوائس نہیں بنا سکتے۔

(۵)جو شخص انوائس بنوانے آتا ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں:

اس نے ہم سے جتنا مال خریدا،اتنے کی انوائس بنائی۔

اس نے ہم سے جتنا مال خریدا،اس سے کم کی انوائس بنائی۔

اس نے ہم سے جتنا مال خریدا اس سے زیادہ کی انوائس بنائی۔

اس نے ہم سے مال نہیں خریدا،اور انوائس ہم سے بنوائی۔

ان میں سے پہلی صورت کے علاوہ میں باقی صورتوں میں معاملہ حقیقت پر مبنی نہیں ہوتا،نیز اتنی بات سب میں مشترک ہے کہ ۱۶ فیصد ٹیکس کی انوائس بنائی جاتی ہے،یعنی یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہم نے اس شخص سے ۱۶ فیصد ٹیکس وصول کر لیا ہے تاکہ اس شخص کو حکومت کو ٹیکس کی ادائیگی نہ کرنی پڑے جبکہ کسٹمر ہمیں پورا ادا نہیں کرتا،بلکہ کم و بیش ۵،۶ فیصد ادا کرتا ہے،اور اس میں جھوٹ لکھنا پڑتا ہے کہ پورا ادا کیا ہے،اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

(۶)واضح رہے کہ جتنے بھی لوگ انوائس لیتے ہیں انہیں قانونی طور پر (فی نفسہٖ) ٹیکس کی ادائیگی لازم ہوتی ہے ہم چونکہ ٹیکس ادا کر چکے ہوتے ہیں تو ہمیں اس کے وصول کا حق ہوتا ہے اور مذکورہ طریقہ کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے۔اگر یہ طریقہ اختیار نہ کیا جائے تو کاروبار کرنا تقریباً ناممکن ہے۔اور الٹا ہمیں نقصان برداشت کرنا پڑے گا،اور لاگت بھی وصول نہیں ہوگی۔

(1) iftikhar@gmail.com

(2) reply2

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

دار الافتاء ۲۳/۱۶۲۳

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱،۲،۳)--- آپ کے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ الگ سے انوائس کا بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ تو واضح رہے کہ انوائس فی نفسہٖ کوئی مال نہیں ہے بلکہ یہ اس بات کی رسید ہے کہ اس شخص نے ہم سے اتنا مال خریدا ہے اور اس کا اتنے فیصد ٹیکس بھی ادا کر دیا ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں آپ لوگوں کا مذکورہ طریقہ کے مطابق الگ سے انوائس بیچنا جائز نہیں ہے۔

البتہ جس شخص نے آپ سے جتنا مال خریدا ہے اسی کے بقدر آپ اس کو مفت میں انوائس بنا کر دے سکتے ہیں، اور اگر اس نے پورا ٹیکس ادا کر دیا ہے تو اس میں یہ لکھنا بھی جائز ہے کہ اس نے پورا ٹیکس ادا کر دیا ہے، لیکن اگر پورا ٹیکس ادا نہیں کیا تو جس قدر ادا کیا ہے اسی کے مطابق لکھنا چاہئے تاکہ کسی قسم کا جھوٹ لازم نہ آئے۔

مذکورہ بالا صورت کے علاوہ جس قدر صورتیں لکھی گئی ہیں وہ مندرجہ ذیل دو خرابیوں کی وجہ سے جائز نہیں ہیں:

۱) اس میں انوائس کو الگ سے بیچا جاتا ہے جو کہ جائز نہیں۔

۲) اس میں غلط بیانی اور جھوٹ پایا جاتا ہے۔

لہٰذا بقیہ تمام صورتوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انوائس الگ سے نہ بیچنے کی صورت میں آپ لوگوں کو واقعی نقصان ہوتا ہو اور اس کا تدارک کسی طرح ممکن نہ ہو تو آپ لوگوں کو حکومت سے گفت وشنید کر کے کوئی ایسی صورت نکالنی چاہئے جس میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہو اور آپ کے لئے بھی وہ صورت مناسب بھی ہو، لیکن اگر حکومت سے گفت وشنید کر کے بھی واضح طور پر ظالمانہ ٹیکسوں سے نجات کی کوئی ممکنہ صورت نہ بن سکے تو بوجہ مجبوری آپ لوگوں کو اپنے نقصان کی تلافی کے لئے مندرجہ ذیل دو طریقے اختیار کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے:

پہلا طریقہ یہ ہے کہ آپ بھی دوسرے امپورٹروں کی طرح (انڈسٹری لائسنس یا مینوفیکچرنگ لائسنس شو کر کے) مال منگوائیں تاکہ آپ کا نقصان نہ ہو۔

(جاری ہے---)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ انڈر انوائس کی صورت اختیار کر سکتے ہیں یعنی باہر سے مال منگواتے وقت توریہ کے طور پر آپ کے لئے زیادہ قیمت والی چیز کو کاغذات میں کم قیمت میں (مثلاً ایک لاکھ ڈالر میں ملنے والی چیز کو کاغذات میں پچاس ہزار ڈالر کی) ظاہر کرنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اس صورت میں کسی اور خلافِ شرع کام مثلاً رشوت وغیرہ کا ارتکاب لازم نہ آئے۔ اس طرح آپ لوگوں کے نقصان کی تلافی بھی ہو جائے گی، اور آپ لوگوں کو بھی مال تقریباً اتنے میں ہی پڑے گا جتنے میں دوسرے امپورٹر منگواتے ہیں۔

الفتاوى الهندية – (٥ / ٣٣٩)

رجل قال لآخر كم أكلت من تمري؟ فقال خمسة، وهو قد أكل العشرة لا يكون كاذبا، وكذا لو قال بكم اشتريت هذا الثوب؟ فقال بخمسة، وهو قد اشترى بعشرة لا يكون كاذبا، كذا في الخلاصة.

الفتاوى الهندية – (٢ / ٦١)

رجل قال لغيره: كم أكلت من تمري فقال: أكلت خمسة وحلف وقد كان أكل من تمره عشرة لا يكون حانثا وكاذبا.. والله تعالى اعلم بالصواب

سہیل انور

سہیل انور عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۳۔رجب۔۱۴۳۵ھ

۱۳۔مئی۔۲۰۱۴ء

الجواب صحیح
[illegible]
۱۴۳۵-۷-۱۱

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ
۱۴۳۵/۷/۱۴

الجواب صحیح
[illegible]
۱۴۳۵/۷/۱۴

الجواب صحیح
[illegible]
۱۴/۷/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
[illegible]
۱۴/۷/۱۴۳۵ھ

مفتی
دارالعلوم کراچی

نائب مفتی
دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح
بندہ ابراہیم عیسیٰ
۱۴۳۵-۷-۱۴

الجواب صحیح
عبد المعطی
۱۴/۷/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۱۴۳۵/۷/۱۵

دارالافتاء
دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح
[illegible]
۱۴۳۵/۷/۱۹

Scanned by CamScanner